فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ القرآن

شرعی کونسل آف انڈیا
(بریلی شریف)

چھٹا فقہی سیمینار
سنہ ۱۴۳۰ھ / سنہ ۲۰۰۹ء

موضوع: ۲

اموال زکوٰۃ عشر اور عطیات میں خلط یا تصرف کا شرعی حکم

پیشکش

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

www.muftiakhtarrazakhan.com

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتئ اعظم ہند جگر گوشہ مفسر اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan. WWW.MUFTIAKHTARRAZAKHAN.COM

تاج الشریعہ فاونڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

شرعی کونسل آف انڈیا

بریلی شریف

کے

سالانہ فقہی سیمنار

میں ہونے والے

فیصلہ جات

نیچے دیے گئے لنک پر ملاحظہ کیجئے

https://muftiakhtarrazakhan.com/shareecouncil/

۹۲/۷۸۶

سوال نامہ

اموالِ زکوٰۃ وعشر اور عطیات میں خلط یا تصرف

زکات اعظم فروض دین واہم ارکان اسلام سے ہے شریعت میں صاحب نصاب پر زکات کی ادائیگی لازم ہے، وہ خود مستحقین کو دے یا اس کا کوئی وکیل، بہت سے اہل ثروت کسی شخص کو وکیل بنادیتے ہیں کہ وہ مستحقین کو زکات دیں یہ طریقہ ملک وبیرون ملک دونوں میں ہوتا ہے دینی اداروں اور اسلامی دانش گاہوں کے سفراء مالکان نصاب اور اصحاب ثروت سے زکات وصدقات وعطیات کی رقمیں وصول کرتے ہیں، درحقیقت یہ مالکان نصاب اور ارباب ثروت کے وکیل ہوتے ہیں، اگرچہ یہ اداروں کے اجیر خاص یا اجیر مشترک ہوا کرتے ہیں، بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ خود مستحقین زکات کسی کو تحصیل زکات کا محض وکیل بنادیتے ہیں، بہر حال اصحاب ثروت ومالکان نصاب وکیل کے ہاتھ میں زکات وغیرہ کی جو کچھ رقمیں دیتے ہیں وہ درحقیقت امانت ہے فقیہ اعظم حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:-

"دوسرے شخص کو اپنے مال کی حفاظت پر مقرر کردینے کو ایداع کہتے ہیں اور اس مال کو ودیعت کہتے ہیں جس کو عام طور پر امانت کہا جاتا ہے۔ امانت اسے کہتے ہیں کہ جس میں تلف پر ضمان نہیں ہوتا ہے جس کی چیز ہے اسے مودع کہتے ہیں اور جس کی حفاظت میں دی گئی اسے مودع کہتے ہیں"۔(بہار شریعت ۱۴/۳۰)

اس کے احکام وشرائط کے تحت فرماتے ہیں:

"ودیعت کا حکم یہ ہے کہ وہ چیز مودع کے پاس امانت ہوتی ہے اس کی حفاظت مودع پر واجب ہوتی ہے اور مالک کے طلب کرنے پر دینا واجب ہوتا ہے"... "ودیعت کو نہ دوسرے کے پاس امانت رکھ سکتا ہے نہ عاریت یا اجارہ پر دے سکتا ہے نہ اس کو رہن رکھ سکتا ہے ان میں سے کوئی کام کرے گا تاوان دینا ہوگا اس پر ضمان کی شرط کردینا کہ یہ چیز ہلاک ہوگئی تو تاوان لوں گا یہ باطل ہے" ۔(بہار شریعت ۱۴/۳۰)

"فتاویٰ ہندیہ" میں ہے:

"أما حکمها فوجوب الحفظ علی المودع وصیرورة المال امانة فی یده ووجوب أدائه عند طلب مالکه کذا فی الشمنی والودیعة لا تودع ولا تعار ولا تؤاجر ولا ترهن وان فعل شیئا منها ضمن کذا فی البحر الرائق"۔(۴/۳۳۸)

حاصل یہ کہ ارباب ثروت ومالکان نصاب سے زکات وغیرہ کی تحصیل کرنیوالے وکیل اور مال زکات کے محافظ وامین ہوا کرتے ہیں انہیں امانت میں تصرف وتعدی اور اپنے مصالح وحاجات اور مصارف وضروریات میں خرچ کرنا شرعاً ناجائز وحرام ہے اس خیانت کے سبب وہ خائن وغاصب اور مرتکب حرام قرار پائیں گے اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

یاأیها الذین اٰمنوا لا تخونوا الله والرسول وتخونوا أمٰنٰتکم وأنتم تعلمون۔(پ۹ع۷آیت۲۷ الانفال)

اے ایمان والو اللہ ورسول سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت کرو۔(کنزالایمان)

نیز ارشاد ہے:

ان اللہ لا یحب الخائنین۔(پ ۱۰ ع ۳ آیت ۵۸ الانفال)

بے شک دغا والے اللہ کو پسند نہیں۔

حدیث پاک میں امانت میں تعدی و خیانت کرنے والے کو منافق فرمایا گیا جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:'اٰیۃ المنافق ثلٰث اذا حدث کذب،واذا وعد أخلف واذا اوتمن خان"۔(صحیح مسلم شریف ۱/۵۶) منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے جھوٹ بولے،وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے،اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

"فتاویٰ عالمگیری"میں ہے:"اذا کان عند رجل ودیعۃ دراھم أودنانیر أو شیئا من المکیل أوالموزون وأنفق شیئا منھا فی حاجۃ حتی صار ضامنا لما انفق"۔(فتاویٰ عالمگیری ۴/۳۴۸)

مجدد اعظم،فقیہ اسلام سیدنا اعلیٰحضرت امام احمد رضا قدس سرہ"فتاویٰ رضویہ"میں فرماتے ہیں:

"زر امانت میں اس کو تصرف حرام ہے،یہ ان مواضع میں ہے جن میں دراہم و دنانیر متعین ہوتے ہیں اس کو جائز نہیں کہ اس روپے کے بدلے دوسرا روپیہ رکھ دے اگرچہ بعینہ ویسا ہی ہو اگر کرے گا امین نہ رہے گا اور تاوان دینا آئے گا۔والمسألۃ منصوص علیھا فی الدر المختار و کثیر من الاسفار۔"(فتاویٰ رضویہ ۸/۳۱)

فقیہ اعظم حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ مال زکات کے وکیل کے متعلق فرماتے ہیں:

"زکات دینے والے نے وکیل کو زکات کا روپیہ دیا وکیل نے اسے رکھ لیا اور اپنا روپیہ زکات میں دے دیا تو جائز ہے اگر یہ نیت کی ہو کہ اس کے عوض موکل کا روپیہ لے لے گا اور اگر وکیل نے پہلے اس روپیہ کو خرچ کر ڈالا بعد کو اپنا روپیہ زکات میں دیا تو زکات ادا نہ ہوئی بلکہ یہ تبرع ہے اور موکل کو تاوان دے گا"۔(در مختار رد المحتار ۱/۱۵ بہار شریعت ۵/۲۰)

"رد المحتار مع در مختار"میں یوں ہے:

ولو تصدق الخ أی الوکیل بدفع الزکاۃ اذا امسک دراھم الموکل ودفع من مالہ لیرجع ببدلھا فی دراھم موکل صح بخلاف ما اذا انفقھا اولا علی نفسہ مثلا،ثم دفع من مالہ فھو متبرع۔(رد المحتار ۳/۲۶۷ کتاب الزکاۃ مطلب فی ثمن مبیع الوفاء)

اپنی حاجت میں خرچ کرنا تو کجا فقہائے کرام یہاں تک فرماتے ہیں کہ اگر کسی خاص شخص کو دینے کا وکیل کیا اسے نہ دے کر اپنے فقیر لڑکے یا فقیر بیوی کو دیا تو جائز نہیں جبکہ یہاں پر تملیک مستحق ہے۔

بہار شریعت میں ہے:

"وکیل کو اختیار ہے کہ مال زکات اپنے لڑکے یا بیوی کو دے دے جب کہ یہ فقیر ہوں اور لڑکا اگر نابالغ ہے تو اسے دینے کے لئے جو اس کا وکیل ہے اس کا فقیر ہونا بھی ضروری ہے مگر اپنی اولاد یا بیوی کو اس وقت دے سکتا ہے جب موکل نے ان کے سوا کسی خاص شخص کو دینے کے لئے نہ کہہ دیا ہو ورنہ نہیں دے سکتا"۔(رد المحتار ۲/۱۴ و ۱۵ بہار شریعت ۵/۲۰)

خود وکیل اگر فقیر ہے تو اسے بھی زکات لینے کا اختیار نہیں جب تک زکات دینے والا یہ نہ کہہ دے جس جگہ چاہو صرف کرو۔

"بہار شریعت"میں ہے:

وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ خود لے لے ہاں اگر زکات دینے والے نے یہ کہہ دیا ہو کہ جس جگہ چاہو صرف کرو تو دے سکتا ہے"۔

(در مختار ۲/۱۵،بہار شریعت ۵/۱۲۰)

فقیہ اسلام، مجدد اعظم، مفسر اکبر، محدث اجل سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:
"جس کے مالک نے اسے اذن مطلق دیا کہ جہاں مناسب سمجھو دو تو اسے اپنے نفس پر بھی صرف کرنے کا اختیار حاصل ہے جبکہ یہ اس کا مصرف ہو، ہاں اگر یہ لفظ نہ کہے جاتے تو اسے اپنے نفس پر صرف کرنا جائز نہ ہوتا مگر اپنی بیوی یا اولاد کو دے دینا جب بھی جائز ہوتا اگر وہ مصرف تھے۔" درمختار" میں ہے:-للوکیل ان یدفع لولدہ الفقیر وزوجتہ لا لنفسہ الا اذا قال ربہا ضعہا حیث شئت۔"
(درمختار کتاب الزکاۃ ۱/۱۳۰ مطبع مجتبائی دہلی، فتاویٰ رضویہ مترجم ۱۰/۱۵۸ و ۱۵۹، برکات رضا)

وکیل کا اپنے مصارف وحاجات میں خرچ کرنا تو کجا مال زکات کو دوسرے مال زکات میں ملا دینا شرعاً ناجائز اور موجب ضمان ہے اور اس خلط واستہلاک کے سبب زکات ادا نہ ہوئی جیسا کہ فقیہ اعظم حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"بہت سے لوگ مال زکات اسلامی مدرسوں میں بھیج دیتے ہیں ان کو چاہئے کہ متولی مدرسہ کو اطلاع دیں کہ یہ مال زکات ہے تاکہ متولی اس مال کو جدا رکھے اور مال میں نہ ملا دے اور غریب طلبہ پر صرف کرے کسی کام کی اجرت میں نہ دے ورنہ زکات ادا نہ ہوئی"۔ (بہار شریعت ۵/۵۸)

مزید فرماتے ہیں کہ اگر عرف ہو اور موکل اس عرف سے واقف ہو تو اجازت ہے۔

"اگر موکلوں نے صراحۃً ملانے کی اجازت نہ دی مگر عرف ایسا جاری ہو گیا کہ وکیل ملا دیا کرتے ہیں تو یہ بھی اجازت سمجھی جائے گی جب کہ موکل اس عرف سے واقف ہو مگر دلال کو غلط کی اجازت نہیں کہ اس میں عرف نہیں"۔
(بہار شریعت ۵/۱۹ و ۲۰)

مجدد اعظم، فقیہ اسلام، سیدنا اعلیحضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:
"اس طریقہ سے زکات ادا نہیں ہو سکتی، یہ لوگ بطور خود چندہ کرتے ہیں اور زکات وغیر زکات بلکہ مسلم وغیر مسلم سب کے چندے خلط کر لیتے ہیں وہ روپیہ فوراً ہلاک ہو جاتا ہے اور قابل اداء زکات نہیں رہتا فان الخلط استھلاک۔" فتاویٰ عالمگیری" میں ہے:"رجلان دفع کل منہما زکاۃ مالہ الی رجل لیودی عنہ فخلط مالہما ضمن الوکیل مال الدافعین وکانت الصدقۃ عنہ کذا فی فتاویٰ قاضی خان"۔
(فتاویٰ ہندیہ الباب الثالث فی زکاۃ الذھب الخ ۱/۱۸۳ نورانی کتب خانہ پشاور)

"درمختار" میں ہے:
"لوخلط زکاۃ موکلیہ کان متبرعا الا اذا وکلہ الفقراء"۔ (درمختار کتاب الزکاۃ ۱/۱۳۰ مطبع مجتبائی دہلی)

اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ زکات دینے والے خالص مسلمان اپنی اپنی زکات ایک معتمد متدین کے پاس جمع کر دیں اور وہ روپیہ ملا لینے کی اجازت دیں اور اس میں کوئی پیسہ غیر زکات کا خلط نہ کیا جائے نہ کسی وہابی یا رافضی یا نیچری یا قادیانی یا حد کفر تک پہونچے ہوئے گاندھوی کی زکات اس میں شامل ہو کہ ان لوگوں کی زکات شرعاً زکات نہیں یہ خالص زکات شرعی کا جمع کیا ہوا مال کہ مالکوں کے اذن سے خلط کیا گیا ان فقرائے مظلومین کو پہنچایا جائے۔" ردالمحتار" میں زیر عبارت مذکورہ" درمختار" ہے۔
"قولہ ضمن وکان متبرعا لانہ ملکہ بالخلط وصار مودیا مال نفسہ قال فی التتارخانیۃ الا اذا وجد الاذن او اجاز المالکان الی اٰخرہ و تیصل بھذا العالم واذا سال للفقیر شیئًا وخلط ضمن، قلت و مقتضاہ لو وجد العرف فلا ضمان لوجود الاذن حینئذٍ دلالۃ" (ردالمحتار کتاب الزکاۃ ۲/۱۲ مصطفی البابی مصر، فتاویٰ رضویہ ۴/۴۷۱)

"ردالمحتار" میں اس کے بعد ہے:

"والظاھر أنه لابد من علم المالك بھذا العرف لیکون اذنا منه دلالة"۔ (کتاب الزکاۃ، مطلب فی زکاۃ ثمن مبیع الوفاء)

ان عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ زکات کی رقم اپنی حاجت میں خرچ کرنا اور زکات کو غیر زکات میں مالکوں کی اجازت یا عرف شائع کے بغیر ملانا ناجائز ہے۔

اموال زکات کی طرح مساجد وغیرہ کی تعمیر کے لئے حاصل کردہ رقم اپنی حاجت میں استعمال کرنا اور اس کا بدل مسجد کے خرچ میں دینا جائز نہیں فقیہ النفس امام قاضی خان فتاویٰ قاضی خان میں فرماتے ہیں:

"رجل جمع مالا من الناس لینفقه فی بناء المسجد وانفق من تلك الدراھم فی حاجة نفسه ثم ردبدلھا فی نفقة المسجد لا یسعه ان یفعل ذالك واذافعل ان کان یعرف صاحب المال ردالضمان علیه أویساله لیا ذن له بانفاق الضمان فی المسجد وان لم یعرف صاحب المال یرفع الأمر الی القاضی حتی یامره بانفاق ذلك فی المسجد فان لم یقدر علی ان یرفع الامر الی القاضی قالوا نرجو له فی الاستحسان ان ینفق مثل ذلك فی المسجد فیجوز ویخرج عن الوبال فیمابینه و بین الله تعالیٰ وفی القضاء یکون ضامنا فیکون ذلك دینا علیه لصاحب المال وھو نظیر ماذکر فی الأصل الوکیل بقضاء الدین اذا صرف مال الموکل فی حاجة نفسه ثم قضی بمال نفسه فی دین الموکل یکون تبرعا فی قضاء دین الموکل"۔ (فتاویٰ قاضی خان ۳/۲۹۹)

ان ارشادات عالیہ کے باوجود آج کے حالات کچھ ایسے ہیں کہ وکیل تملیک مستحق سے پہلے امانت میں تصرف کرتے ہیں اور موکل سے وصول کردہ رقم اپنے خرچ میں لاتے ہیں اور اس کا بدل ادا کرتے ہیں بسا اوقات انہیں اس تصرف کی حاجت پیش آتی ہے کہ مصارف سفر ان پر تنگ ہو جاتے ہیں اور وصول کردہ رقم کے علاوہ مزید رقم ان کے پاس نہیں ہوتی اور نہ اس کی کوئی صورت نظر آتی ہے بسا اوقات وکیل اپنے استعمال میں تو نہیں لاتے مگر مستحقین تک پہنچانے کے لئے انہیں تصرف کی حاجت پیش آتی ہے ظاہر ہے ایک ملک سے دوسرے ملک مستحقین تک پہنچانے کے لئے بینک، ڈاکخانہ اور حوالہ کمپنی وغیرہ معتمد ذرائع کا سہارا لینا پڑتا ہے کہ ان معتمد ذرائع سے مستحقین بآسانی حاصل کر سکتے ہیں اور راستے کے خطرات سے امن بھی رہتا ہے کہ اگر وکیل خود لائے یا کسی کے ذریعہ وصول کردہ رقم مستحق تک پہنچائے تو اس میں ضیاع کا خطرہ و اندیشہ رہتا ہے۔ یا موکل سے وصول کردہ رقم خود وکیل ہی لایا مگر کرنسیوں کی تبدیلی کے بغیر وکیل یا مہتمم ادارہ وہ رقم مستحقین پر صرف نہیں کر سکتے اندرون ملک بہت سے حضرات اجرت اور بے اجرت کسی ایک شہر میں رہ کر وہاں کے لوگوں سے اموال زکات کی وصولیابی کر کے بینک و ڈاکخانہ وغیرہ کے ذریعہ مستحقین پر صرف کرانے کے لئے رقم ارسال کرتے ہیں، بہت سے ادارہ کے لوگ منی آرڈر فارم پیشگی مخصوص شہروں میں خاص افراد کے نام روانہ کر دیتے ہیں اور یہ خاص افراد وصول کردہ رقم بینک، ڈاکخانہ وغیرہ کے ذریعہ روانہ کرتے ہیں ظاہر ہے تملیک مستحق سے پہلے یہ تصرفات ہوتے ہیں اور اس میں مختلف لوگوں کے اموال زکات بلکہ بسا اوقات زکات اور غیر زکات کا خلط بھی ہوا کرتا ہے ساتھ ہی ترسیل زر کے اخراجات بھی بہت سے لوگ اسی وصول کردہ رقم سے وضع کر لیتے ہیں کہ وکیل کے پاس عموما کوئی فنڈ اس کام کے لئے نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے طور پر یہ کام انجام دیتا ہے ممکن ہے بعض وکیل اس بات کا لحاظ رکھتے ہوں ظاہر ہے ان صورتوں میں تملیک مستحق سے پہلے یہ سارے تصرفات ہوتے ہیں اور مستحق تک زکوٰۃ دہندگان کی رقم من وعن بے تبدیل و تغییر نہ پہونچی بلکہ مثل اور بدل پہونچا مجدد اعظم سیدنا اعلیٰحضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

"مہتممان انجمن نے اگر صراحۃً بھی اجازت دے دی ہو کہ تم جب چاہنا صرف کر لینا پھر اس کا عوض دیدینا جب بھی نہ سیٹھ کو تصرف جائز نہ مہتموں کو اجازت دینے کی اجازت، کہ مہتمم مالک نہیں اور قرض تبرع ہے اور غیر مالک کو تبرع کا اختیار نہیں، ہاں چندہ دہندہ اجازت دے جائیں تو حرج نہیں، اس حالت میں جب تصرف کرے گا روپیہ امانت سے نکل کر اس پر قرض ہو جائے گا جو عند الطلب دینا لازم آئے گا اگرچہ کوئی میعاد مقرر کر دی ہو "فان التاجیل فی القرض باطل کما فی الدر المختار وغیرہ"۔(فتاویٰ رضویہ ۶/۳۱)

ان حالات کے تناظر میں چند سوالات خصوصی توجہ کے طالب ہیں امید کہ غور و فکر اور کامل تفحص و جستجو کے بعد جواب باصواب سے شاد کام فرمائیں گے مجھے آپ حضرات کی گوناگوں مصروفیات کے باوجود امید قوی یہی ہے کہ درج ذیل سوالات کے جوابات وقت مقرر پر عنایت فرما کر شکریہ کا موقعہ فراہم فرمائیں گے۔

(۱) **الف:-** کیا مصارف سفر تنگ ہونے کے وقت وکیل کے لئے یہ جائز ہے کہ بقدر ضرورت و کفایت موکل سے وصول کردہ زکات کی رقم استعمال کرے اور اس کا مثل و بدل مستحق کو ادا کرے بصورت عدم جواز کیا جواز کی کوئی ایسی صورت نکلتی ہے جس سے وکیل کے مصارف پورے ہوں؟

ب:- پھر عدم جواز تصرف مال زکات کے ساتھ خاص ہے یا دیگر صدقات و عطیات کو بھی عام ہے؟

(۲) کیا تملیک مستحق سے پہلے وکیل کے لئے اس تصرف کی اجازت ہے کہ ایک ملک سے دوسرے ملک یا اندرون ملک ایک شہر سے دوسرے شہر مستحقین تک پہنچانے کے لئے بینک اور ڈاکخانہ وغیرہ معتمد ذرائع کا استعمال کرے کیا اس تصرف کے سبب وہ غاصب و خائن و مرتکب حرام کہلائے گا؟ اور زکات ادا نہ ہوگی اور وکیل متبرع ہوگا اور اس پر ضمان و تاوان لازم ہوگا؟ اسی طرح تملیک مستحق سے پہلے کرنسیوں کی تبدیلی کیا ناجائز ہے جبکہ اس تصرف کے بغیر مستحقین پر صرف کی راہ نہ ہو؟ اسی طرح موکل نے کسی خاص ادارہ کے مستحقین کے لئے وکیل کو زکات وغیرہ کی رقم دی تو کیا کسی دوسرے مستحق کی تملیک یا دوسرے ادارہ کے مستحقین پر صرف جائز ہے؟

(۳) مختلف لوگوں کے اموال زکات اسی طرح زکات و غیر زکات کا باہم خلط شرعاً جائز ہے؟ یا آج خلط کی اجازت پر عرف قائم ہو چکا ہے بہر صورت بصورت خلط، زکات ادا ہوئی یا نہیں؟ اثمان اصطلاحیہ اور غلے اور نقود کے خلط کا حکم یکساں ہے؟

(۴) کیا کسی مخصوص مدرسے یا انجمن کی رسید پر وصول کی گئی زکوۃ یا مزکی کی طرف سے اسی ادارہ کے مستحقین کے لئے مخصوص ہے یا دوسرے مصارف زکوۃ پر بھی صرف کرنا جائز ہے؟

والسلام مع الاحترام

(مفتی) محمد محمود اختر امجدی

رکن شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

۸۶/۹۲

فیصلہ

اموالِ زکوٰۃ وعشر اور عطیات میں خلط یا تصرف

فیصلہ و تجویز: اموالِ زکوٰۃ وعشر اور عطیات میں خلط یا تصرف

سفراز کوٰۃ دہندگان وچندہ دہندہ کے اس بات میں وکیل ہوتے ہیں کہ زرزکوٰۃ وصدقات نافلہ ناظمین مدرسہ وانجمن تک پہنچائیں اور ان کے ہاتھ میں وصول شدہ مال زر امانت ہے۔ بے اذن معطی ان اموال میں تصرف یا تبدیلی ناجائز ہے۔ اذن کے لئے ضروری نہیں کہ صراحۃً ہی ہو بلکہ دلالۃً یا عرفاً اذن بھی کافی ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ معطی کو اس عرف کا علم ہو۔

اموال زکوٰۃ وصدقات یا چند افراد کے اموال زکوٰۃ کو باہم مخلوط کرنا بھی بے اذن معطی جائز نہیں۔

مختلف لوگوں کے اموال زکوٰۃ کو خلط کرنا یا زکوٰۃ وعطیات کو خلط کرنا امانت میں تصرف ہے لیکن اس زمانے میں اس تصرف کا عرف قائم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اموال زکوٰۃ کا خلط یا زکوٰۃ وغیر زکوٰۃ کا خلط جائز ہے۔ "درمختار" میں ہے: ولو خلط زكوٰة مؤكليه ضمن وكان متبرعاً, الّا اذا وكله الفقراء۔ "ردالمحتار" میں ہے: قوله (ضمن وكان متبرعاً) لانه ملكه بالخلط وصار مؤديا مال نفسه. قال فى التاتارخانية: الا اذا وجد الاذن أو اجاز المالكان اه: أى أجاز قبل الدفع الى الفقير ...... ثم قال فى التاتارخانية: أو وجدت دلالةً الاذن بالخلط كما جرت العادة بالاذن من أرباب الحنطة بخلط ثمن الغلات ...... قلت: ومقتضاه انه لو وجد العرف فلا ضمان لوجود الاذن حينئذ دلالة۔ والظاهر انه لابد من علم المالك بهذا العرف ليكون اذنا منه دلالة۔ مختصراً۔ (ردالمحتار ۳/۱۸۸ از کریا بکڈپو)

اگر زکوٰۃ کا مذکورہ بالا محصل واقعۃً عسرت وتنگی میں پڑ جائے تو وہ وصول شدہ رقم میں سے بقدر ضرورت بطور قرض لے سکتا ہے اگر متبادل سبیل نہ ہو اور اس پر واجب ہے کہ عند الطلب اتنا ہی مال ناظم ادارہ کو دے۔ اور چونکہ اسے صراحۃً یا عرفاً مال امانت میں حق تصرف حاصل ہے تو اس کا قرض لینا درست ہے۔

مگر چونکہ اپنے اوپر خرچ کے لئے قرض لے رہا ہے اس لئے اس میں عسرت شرط ہے تو عسرت وتنگی جتنے سے دفع ہو سکتی ہے اتنا ہی لے اس سے زیادہ لینے کی اس کو اجازت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

❋ ❋ ❋